"برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی" کے ۱۲۴ سال

ایک وقت تھا کہ مسلمان تمام دُنیا کے لیے نمونہ تھے۔ دنیا کی دوسری قومیں ان کی مثال سے سبق لیتی تھیں۔ ان کی سعی و عمل سے سارا جہاں ہدایت و رہنمائی حاصل کرتا تھا۔ ان کے نزدیک کنتم خیر امتہ کا فخر محض مسلمان ہونے کی بناء پر نہ تھا، بلکہ اس کے ساتھ اخرجت للناس کی امتیازی خصوصیت بھی اُس کی ایک وجہ تھی۔ وہ خیر امت اس لیے تھے کہ وہ تمام عالم کی اصلاح کے لیے کل نوع بشر کے واسطے نمونہ بننے کے لیے تھے۔

لیکن آج وہ وقت آیا ہے کہ دوسری قومیں ہمارے لیے "نمونہ" بن گئی ہیں۔ ان کی سعی و عمل ہمارے لیے سبق آموز بن گئی ہے۔ وہ ہدایت و راہنمائی کے منصب پر قابض ہیں اور ہم اس درجہ کو پہنچے ہوئے ہیں کہ ہمارے سامنے ان کے کارنامے مثال کے طور پر پیش کیے جائیں اور ہم ان سے درس حاصل کریں۔ گو مسلمان قوم کے لیے اس سے زیادہ شرمناک کوئی بات نہیں ہے کہ دوسروں کی مثال ان کے سامنے پیش کی جائے، مگر ہم اس کو پیش کریں گے کہ یہ شرمناک ہے، شاید کہ اسی طرح اس قوم کو کچھ شرم آئے اور یہ شرم ان کے لیے محرک عمل بن جائے۔ آج ہم ان کارناموں کو بیان کرنا چاہتے ہیں جو بائیبل کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کے لیے مسیحی دنیا کی متعدّد جماعتوں میں سے صرف ایک جماعت برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی British and Foreign Bible Society نے انجام دیے ہیں۔

یہ جماعت ۱۸۰۲ء میں قائم ہوئی اور پورے ۱۲۹ سال سے بائیبل کے تراجم ربع مسکون کے ہر ہر گوشہ تک پہنچانے اور نوع بشر کے ہر فرد کو اس کی تعلیم سے آگاہ کرنے کے لیے کوشش کر رہی ہے۔ اس کے کام نے جس رفتار کے ساتھ ترقی کی ہے، اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ۱۸۰۸ء میں اس نے بائیبل کے صرف ۸۱۱۵۷ نسخے شائع کیے تھے۔ ۵ سال کے اندر یہ تعداد بڑھتے بڑھتے ۱۶۰۳۱۸ تک پہنچ گئی۔ ایک صدی کی مسلسل کوششوں نے اس تعداد کو ۵۶۸۸۳۸۱ تک پہنچایا۔ ۱۹۲۵ء میں یہ تعداد ایک کروڑ سے متجاوز ہو گئی۔ ۱۹۳۰ء میں سوا کروڑ کے قریب قریب پہنچی اور ۱۹۳۲ء میں دنیا کی شدید معاشی ابتری اور پریشانی کے باوجود اس جماعت نے بائیبل کے ۱۰۵۵۲۲۸۱ نسخے شائع کیے۔ مجموعی طور پر ۱۸۰۸ء سے لے کر ۱۹۳۲ء تک ۱۲۴ سال کی مدت میں اس نے بائیبل کے جتنے نسخے

شائع کیے ہیں ان کی تعداد ۴۲۱۸۵۳۵۹۷ ہے اور بجا طور پر اس کا یہ دعویٰ ہے کہ اس مدت میں دنیا کی کوئی کتاب اتنی تعداد میں نہیں چھپی۔

اس وقت تک بائیبل یا اس کے مختلف حصوں کا ترجمہ دنیا کی ۶۵۵ زبانوں میں ہو چکا ہے [۲]۔ ممالک کے لحاظ سے ان کی تقسیم حسبِ ذیل ہے۔

یورپ کی	۹۰	زبانیں
افریقہ کی	۲۲۹	زبانیں
ایشیا کی باستثناء ہندوستان	۸۶	زبانیں
ہندوستان کی	۱۱۲	زبانیں
امریکہ کی	۴۶	زبانیں
اوشیانا آسٹریلیا، نیوزی لینڈ وغیرہ کی	۹۲	زبانیں

اس تعداد میں جتنی تیزی کے ساتھ ترقی ہوئی، اس کا اندازہ اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ ۱۹۰۹ء میں بائیبل سوسائٹی کی فہرست میں ۴۱۲ زبانیں تھیں۔ ۲۳ سال کے اندر ۲۴۳ زبانوں کا اضافہ ہو گیا۔ گویا اوسطاً ہر سال ۱۰ نئی زبانوں میں بائیبل یا اس کے مختلف حصوں کے ترجمے ہوئے۔ بعض علاقوں کی ضروریات کو پیشِ نظر رکھ کر بائیبل سوسائٹی نے ایسے ایڈیشن بھی شائع کیے ہیں جن میں دو دو اور تین تین اور چار چار زبانیں استعمال کی گئی ہیں۔

پھر اندھوں کے لیے اس نے دنیا کی ۴۰ زبانوں میں الگ ایڈیشن شائع کیے ہیں جن میں خاص ابھرے ہوئے حروف استعمال کیے گئے ہیں۔ ان میں اردو، بنگالی، تلنگی، مرہٹی اور ٹامل زبانیں بھی شامل ہیں اور ہماری مقدس دینی زبان عربی بھی ہے جس میں آج تک اندھوں کے لیے قرآن مجید کا کوئی الگ نسخہ شائع کرنے کی توفیق ہمیں نصیب نہیں ہوئی ہے [۳]۔

ممالکِ اسلامیہ اور ہندوستان میں جس کثرت کے ساتھ اس جماعت نے بائیبل کے تراجم پھیلائے ہیں، اس کا اندازہ کرنے کے لیے دیکھیے کہ ۱۲۴ سال کے اندر ہندوستان اور دنیائے اسلام کی خاص خاص زبانوں میں بائیبل کے کتنے نسخے شائع ہوئے ہیں۔

عربی	۲۶۸۴۲۲۲	فارسی	۷۲۲۰۴۶
اردو	۵۶۶۷۸۴۸	پشتو	۱۰۲۲۶۱
پنجابی	۸۵۲۶۱۰	سندھی	۱۸۸۲۵۸
بلوچی	۲۱۰۰۰	بنگالی	۴۶۱۹۹۴۴
ہندی	۷۴۸۷۷۲۶	مرہٹی	۳۵۰۴۲۸۵

تلنگی	۴۲۰۸۱۹۷	کنٹری	۱۳۶۵۳۹۱
ملایالم	۲۲۹۹۵۹۵		

تراجم کی محض تعداد سے اس محنت کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا جو اس میں صرف کی گئی ہے۔ دنیا کی بہت سی ایسی زبانوں میں جن کی نہ کوئی صرف و نحو مدوّن تھی، نہ لغت مرتّب کی گئی تھی اور جن میں کوئی رسم الخط تک موجود نہ تھا، بائیبل کا ترجمہ کرنے اور اس کو شائع کرنے میں مسیحی پادریوں کو جن دقتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے، ان کا تصور بھی ہم نہیں کر سکتے۔ ایک دو نہیں ایسی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں کہ نہایت اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں نے جو تہذیب و تمدن کی آغوش میں پلے اور بڑھے تھے، سالہا سال دور دراز کے غیر متمدّن علاقوں میں جا کر زندگی بسر کی، ان کی زبان سیکھی، ان کے قواعد صرف و نحو مدوّن کیے، ان کی لغات مرتب کیں، ان کے رسم الخط مہذب کیے، ان کے لیے ٹائپ ایجاد کیے۔ ان کے باشندوں کو لکھنا پڑھنا سکھایا اور یہ سب کچھ صرف اِس لیے کیا کہ اُن کی زبانوں میں بائیبل کا ترجمہ شائع ہو سکے اور وہاں کے باشندے اِس ترجمہ سے فائدہ حاصل کرنے کے قابل ہو جائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس باب میں جس جفاکشی، ایثار اور دین پرستی کا اظہار مسیحی پادریوں نے کیا ہے، اِس کی نظیر ہم کو موجودہ دور کی کسی قوم میں نہیں ملتی۔

ایک نظر اس جماعت کے طریقِ کار پر ڈال لیجیے۔ اس کی حکمران مجلس جس کا صدر دفتر لندن میں ہے، ۳۶ ارکان پر مشتمل ہے۔ ان میں سے ۱۵ کلیسیائے انگلستان کے پیرو ہیں، ۱۵ دوسرے عیسائی فرقوں کے نمائندے ہیں اور ۶ بیرونی ممالک کی عیسائی آبادی کے نمائندے۔ اسی مجلس کے تحت تمام دنیا میں بائیبل سوسائٹی کا کام چل رہا ہے۔

اشاعت کے کام کی اس طرح تنظیم کی گئی ہے کہ دنیا کو ۲۵ حلقوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر حلقہ کا انتظام ایک معتمد کے سپرد ہے اور ہر معتمد کے ماتحت بڑے بڑے مرکزی مقامات پر مہتمم یا نائب معتمد رہتے ہیں۔ یہ مہتمم اور نائب معتمد اپنے اپنے علاقوں میں سوسائٹی کی شاخیں، معاون جماعتیں Auxiliaries اور بائیبل کی فروخت کے لیے ڈپو قائم کرتے ہیں۔ اور گشت کرنے والے گماشتے کی رپورٹ کے مطابق اِس زبردست نظام کے تحت دنیا میں دس ہزار سے زائد شاخیں اور معاون جماعتیں کام کر رہی ہیں۔ ۵۰ ۳ ڈپو قائم ہیں اور ایک ہزار سے زیادہ گماشتے مستقل طور پر اس غرض کے لیے ہیں کہ شہر شہر اور گاؤں گاؤں پھر کر بائیبل فروخت کریں۔ جہاں تک ممالکِ اسلامیہ اور ہندوستان کا تعلق ہے، ہم اس نظام اور اس کے کام کی تھوڑی سی تفصیل یہاں درج کرتے ہیں۔

حلقۂ مصر

یہ مصر، سوڈان، فلسطین، شام، شرق اردن، قبرص، عرب اور حبش پر مشتمل ہے۔ اس میں ۴۲ ڈپو قائم ہیں۔ ۳۳ گماشتے سفر کرتے رہتے ہیں۔ ۱۹۳۱ء میں بائیبل کے ۶۰۷۴۸ نسخے ۹۵ زبانوں میں فروخت ہوئے جو ۱۹۳۰ء کی بہ نسبت بقدر ۲۴ ہزار زیادہ ہیں۔ پورٹ سعید اور سکندریہ کے بندرگاہوں میں سوسائٹی کے گماشتے مستقل طور پر مقرر ہیں اور وہ ہر آنے جانے والے جہاز پر پہنچ کر بائیبل فروخت کرتے ہیں۔ شام میں اقتصادی حالت کی شدید خرابی کے باوجود تقریباً ۲۵ ہزار نسخے بیچے گئے اور اکثر دیہات میں انڈوں اور روٹیوں کے عوض بائیبل فروخت کی گئی۔ اس حلقہ میں ایک ملک عرب بھی ہے جہاں بائیبل کسی طرح نہیں پہنچ سکتی، مگر اس سدِ سدید میں عدن کا رخنہ پیدا کر لیا گیا ہے اور اس راہ سے ۱۹۳۱ء میں ۱۴۹ نسخے، ۱۹۳۰ء میں ۵۳۸ نسخے اور ۱۹۲۹ء میں ۱۲۳۵ نسخے عرب میں داخل کیے گئے۔

حلقۂ شمالی افریقہ

اس حلقہ میں الجزائر، تیونس، مراقش اور طرابلس شامل ہیں۔ ۳ ڈپو اور ۶ گماشتے کام کر رہے ہیں جن کے ذریعہ سے ۱۹۳۱ء میں ۷۶۹۲۱ نسخے ۱۴ زبانوں میں فروخت ہوئے۔ یہ تعداد ۱۹۲۹ء کے مقابلہ میں ۱۳ ہزار کم ہے۔ اس علاقہ کے اور خصوصاً الجزائر کے مسلمان نہایت سخت واقع ہوئے ہیں اور ان کو بائیبل کا خریدار بنانا حد درجہ مشکل ہے۔ اگرچہ وہ سوسائٹی کے گماشتوں سے بہت اچھی طرح پیش آتے ہیں اور ہر معاملہ میں خوش اخلاق ہیں، مگر جہاں بائیبل کا سوال درمیان میں آیا اور انہوں نے صاف جواب دے دیا کہ ہم کو ان کتابوں کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے علاقہ میں تم کو اپنی کتابوں کا کوئی خریدار نہ ملے گا، تاہم اس شدید مقاومت کے باوجود سوسائٹی کے گماشتے اپنا کام کیے جا رہے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ ایک وقت کامیابی کے دروازہ کھل کر رہیں گے۔ ۱۹۳۲ء کی رپورٹ میں ہم کو یہ الفاظ ملتے ہیں "زمانۂ ما بعد میں جب مسیحی مبلّغین اس قابل ہو جائیں گے کہ اسلامی عصبیتوں کے ان دور دراز اور سر دست مخالف قلعوں میں پہنچ سکیں تو وہ دیکھیں گے کہ کتابِ مقدّس نے پہلے سے وہاں پہنچ کر دینِ مسیح کی بنیادیں رکھ دی ہیں۔ اس دین کی بنیادیں جسے آئندہ کبھی مسلمانوں کے حملے پامال نہ کر سکیں گے۔"

حلقۂ ایران

اس حلقہ میں ایران، عراق اور خلیج فارس کے سواحل شامل ہیں۔ ۲۳ ڈپو اور ۱۵ گماشتے کام کر رہے

ہیں۔ ۱۹۳۱ء میں ۵۹۳۴۷ نسخے ۴۲ زبانوں میں فروخت ہوئے جو ۱۹۲۹ء کے مقابلے میں بقدر ۱۴ ہزار زیادہ ہیں۔ گماشتوں کے کام کی اہمیت اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ ۵۹ ہزار میں سے ۵۱ ہزار نسخے ان ہی لوگوں کے ذریعے سے فروخت ہوئے ہیں۔ باوجودیکہ حکومتِ ایران کی طرف سے سلطنت اور دینِ اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کی سخت ممانعت ہے، مگر سوسائٹی کا کام تیزی سے بڑھ رہا ہے اور سلطنتِ ایران کے حدود میں ۴۰ ہزار سے زیادہ نسخے ایک سال کے اندر فروخت ہوئے ہیں۔ الجزائر کی طرح عراق کے بدوی علاقوں میں بھی عوام کی مزاحمت شدید ہے، لیکن اس کے باوجود مسیحی مبلغین وہاں ایک سال کے اندر خاص مسلمانوں کے ہاتھ بائیبل کے ۸۸۹ نسخے فروخت کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔

حلقۂ ہندوستان

یہ حلقہ کلکتہ، مدراس، بنگلور، الہ آباد اور لاہور کی ایجنسیوں پر مشتمل ہے۔ ۱۵ ڈپو اور ۱۸۰ گماشتے کام کر رہے ہیں۔ ۱۹۳۱ء میں ۹۱۹۹۳۱ نسخے فروخت ہوئے جو ۱۹۲۹ء کے مقابلہ میں بقدر ایک لاکھ کم ہیں۔ یہاں صرف مرد گماشتے ہی مقرر نہیں ہیں، بلکہ عورتیں بھی گھر گھر پھر کر بائیبل فروخت کرتی پھرتی ہیں۔ اس کے علاوہ بائیبل سوسائٹی ہر اس طالب علم کو جو ہندوستان کی کسی یونیورسٹی سے میٹرک کا امتحان پاس کر لے، نیا عہد نامہ مفت نذر کرتی ہے۔ اور جو بی۔ اے کی سند حاصل کرے، اسے پوری بائیبل بلاقیمت دیتی ہے، بشرطیکہ وہ اس کی درخواست کرے۔

حلقہ ملایا

اس حلقہ میں جزیرہ نمائے ملایا، بورنیو، سماٹرا، جاوا، ملاکا وغیرہ علاقے شامل ہیں۔ ۵ ڈپو اور ۲۸ گماشتے کام کر رہے ہیں۔ ۱۹۳۱ء میں ۲۲۳۶۰۶ نسخے ۱۳ زبانوں میں شائع کیے گئے۔

حلقہ چین

اس حلقہ کو ۱۳ ایجنسیوں میں تقسیم کیا گیا ہے جن کے ماتحت ۲۲ ڈپو قائم ہیں اور ۵۴۴ گماشتے کام کر رہے ہیں۔ ۱۹۳۱ء میں ۴۵۰۶۴۱۵ نسخے شائع کیے گئے ہیں جو ۱۹۲۹ء کے مقابلہ میں بقدر ۸ لاکھ کم ہیں۔ اس کے علاوہ امریکن بائیبل سوسائٹی نے اس سال ۳۰ لاکھ نسخے اور اسکاٹ لینڈ کی نیشنل سوسائٹی نے ۳۳ لاکھ نسخے چین میں شائع کیے۔ اس طرح اس ملک میں صرف ایک سال کے اندر بائیبل کے ۱۰۸۱۳۱۷۷ نسخے شائع ہوئے۔

اِس داستان کو ختم کرنے سے پہلے یہ بھی سن لیجیے کہ ۳۲ - ۱۹۳۱ء کے مالی سال میں اس

سوسائٹی کے آمد و خرچ کا کیا حال رہا ہے۔

آمد

چندہ عطیوں اور دوسری خیراتی مدّات سے	۲۲۸۰۳۰ پونڈ
کتابوں کی فروخت سے	۱۴۲۶۶۲ پونڈ
کل	۳۷۰۶۹۲ پونڈ

خرچ

تراجم اور طباعتِ کتب میں	۲۰۷۶۸۶ پونڈ
کارکنوں کی تنخواہیں اور دوسرے مصارف	۱۶۳۶۴۳ پونڈ
کل	۳۷۱۳۲۹ پونڈ

یوں سمجھیے کہ اِس سوسائٹی کی آمدنی اور اس کا خرچ ۵۰ لاکھ روپے سالانہ کے لگ بھگ ہے اور وہ ہندوستان کی اچھی خاصی متوسط درجہ کی ریاست سے برابری کا دعویٰ کر سکتی ہے۔

پھر اس کے اعتماد اور اس کی وقعت کا اندازہ اس سے کیجیے کہ اس کے صدر انگلستان کے خاندان شاہی کے ایک ممتاز رکن ڈیوک آف کناٹ ہیں اور اس کے نائبان صدر کی فہرست میں ہم کو مارکوئیس آف ابرڈین، ڈیوک آف ڈیون شائر، وای کانٹ سیسل، لارڈ مسٹن، مسٹر بالڈون، ارل آف کلیرنڈن، مارکوئیس آف سالسبری، لارڈ ولنگڈن اور سنکے جیسے لوگوں کے نام ملتے ہیں۔ یہ تو اس قوم کے مذہبی شغف اور جذبۂ خدمتِ دین کا حال ہے جس کے متعلق عام طور پر یہ مشہور ہے کہ وہ مذہب کو چھوڑ چکی ہے۔ اب ذرا اس قوم کی حالت پر نظر ڈالیے جسے مذہبیت اور دینداری کا بڑا دعویٰ ہے۔ کیا اس نے بھی قرآن مجید کی خدمت اسی قدر نہ سہی، اس کا ہزاروں حصہ ہی انجام دی ہے؟ کیا اس نے بھی اللہ کے آخری پیغام کو اس کے ناواقف بندوں تک پہنچانے کے لیے کوئی قابلِ ذکر کوشش کی ہے؟ کیا اس نے بھی رُبع مسکوں میں نہ سہی، اپنے قرب و جوار میں رہنے والی غیر مسلم قوموں کو قرآن مجید کی تعلیم سے باخبر کرنے کے لیے کسی عملی سرگرمی کا اظہار کیا ہے اور غیر مسلموں کو جانے دیجیے، کیا اس نے خود ہی مسلمانوں کے پسماندہ طبقات میں قرآن کا علم پھیلانے کے لیے کسی قسم کی عملی جدوجہد کی ہے؟ اس کے جواب میں اگر ہم اپنے نامۂ اعمال پر ایک نگاہ ڈالیں گے تو وہ ہم کو ایک ورقِ سادہ نظر آئے گا اور ہمیں شرم سے اپنا سر جھکا لینا پڑے گا۔

اس میں شک نہیں کہ قرآن مجید شائع ہوتا ہے اور بکثرت شائع ہوتا ہے، مگر کس طرح؟ جو بدتر سے بدتر کاغذ بازار میں مل سکتا ہے، جو بدتر سے بدتر کتابت ہمارے ملک میں ممکن ہے، جو بدتر سے بدتر طباعت ہمارے مطابع میں ہو سکتی ہے، جو بدنما سے بدنما جلد جلد سازی کے کارخانوں میں

بن سکتی ہے، وہ دنیا کی اس بہترین کتاب کے لیے وقف کر دی گئی ہے۔ اسے صحت کے ساتھ چھاپنے اور اغلاط کتابت سے محفوظ رکھنے کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں کی جاتی[4]۔ اس کے بیشتر شائع کرنے والے وہ لوگ ہیں جن کے پیشِ نظر بجز مالی منفعت کے کچھ نہیں ہے، اس لیے کم سے کم روپیہ اور محنت صرف کر کے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اردو، فارسی اور شاید دوچار اور زبانوں کے سوا دنیا کی کسی زبان میں اس کا صحیح اور قابلِ اطمینان ترجمہ ابھی تک نہیں ہوا[5] اور جن زبانوں میں ہو چکا ہے، اس کو بھی تبلیغ کے اصول پر شائع کرنے اور اجتماعی کوشش کے ساتھ عامۃ الناس تک پہنچانے کے لیے اب تک کچھ بھی نہیں کیا گیا۔ جس قیمت میں بائیبل کے کم از کم پانچ بہترین نسخے بہم پہنچ سکتے ہیں، اس میں قرآن مجید کے ترجمے کا ایک اچھا نسخہ ملتا ہے اور وہ بھی اپنے محاسن صوری کے اعتبار سے بائیبل کا ہم پلہ نہیں ہوتا۔ قرآن مجید اور اس کے تراجم کی اشاعت خود پڑھنے والوں کے ذاتی شوق پر منحصر ہے۔ کوئی گروہ ہم میں ایسا موجود نہیں ہے جو وسیع پیمانہ پر اس کے مطالعہ کا شوق لوگوں میں پیدا کرے اور ان لوگوں تک پہنچائے جو سب سے زیادہ اس کی ہدایت کے محتاج ہیں اور دنیا کی پریشان حال آبادی کو بتائے کہ جس آبِ حیات اور جس نورِ حق اور جس قانونِ امن کی اس کو ضرورت ہے، وہ یہ ہی قرآن ہے۔

جو کچھ عرض کیا گیا ہے، اس کا مقصد بس اسی قدر نہیں ہے کہ تھوڑی دیر کے لیے ناشرین میں غیرتِ دینی کی ایک لہر پیدا ہو اور جہاں ... سی ایسی لہریں ناپید ہو چکی ہیں، وہیں یہ لہر بھی ناپید ہو جائے۔

در حقیقت ہماری غرض یہ ہے ... انوں کو قرآن مجید کی عملی خدمت کے لیے دعوت دی جائے۔ قرآن مجید کے تراجم مختلف زبانوں میں شائع کرنے اور ان کو کثرت کے ساتھ پھیلانے کے لیے ایک مرکزی ادارہ قائم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور متعدد اربابِ فضل اس کو مضبوط بنیادوں پر تعمیر کرنے کی جدوجہد میں مصروف ہیں، لیکن قبل اس کے کہ اس ادارے کے قیام کا اعلان ہو، ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ کتنے مسلمان عملاً اس کا ہاتھ بٹانے کے لیے تیار ہیں تاکہ ہم اندازہ کر سکیں کہ ہمیں اپنی قوم سے کم از کم کتنی ہمدردی اور کتنی اعانت کی امید رکھنی چاہیے؟

اعانت کے معنی لازماً مالی اعانت ہی کی نہیں ہیں، بلکہ ہر مسلمان اپنی جگہ ہاتھ سے، پاؤں سے، دماغ اور دل سے، قلم اور زبان سے اور حتی الوسع اپنے روپے سے قرآن مجید کی خدمت میں حصہ لے سکتا ہے۔ یہ تو جماعت کی تشکیل مکمل ہونے کے بعد بتایا جائے گا کہ کون کس طرح اس خدمت میں شریک ہو سکتا ہے، مگر پہلی چیز خدمت کے لیے آمادگی ہے اور اس کا اظہار ابھی سے ہو جائے تو بہتر ہے، تاکہ جب وقت آئے اور اس مرکزی ادارے کے کام کو ہندوستان کے اطراف و جوانب میں پھیلانے کی ضرورت ہو تو سابقین اولین کی طرف رجوع کیا جائے۔